إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی للعہ ۔ سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۸ — مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۵ء — یوم پنجشنبہ — مطابق ۲۷ شوال ۱۳۴۳ھ — جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تمام صیغہ جات کے ناظروں کو ان کے کام کے متعلق ہدایات دینے ۔ تمام جماعت کے نظام اور ترقی کے متعلق احکام جاری کرنے ۔ مستورات کی تعلیم کو بہتر سے بہتر صورت میں لانے اور مطالعہ کتب میں مصروف ہیں ؛

جناب حافظ روشن علی صاحب کی قریب کے ایک گاؤں کوٹ ٹوڈرمل میں ایک غیر احمدی مولوی سے بمقام مسجد وفات مسیحؑ پر گفتگو ہوئی دوسرے دن اپنی مولوی ... مولوی غلام الدین ... گفتگو کی

مولوی علی احمد صاحب ایم اے پروفیسر بھاگلپور سے ۔ شیخ یوسف علی صاحب بی اے علاقہ ملکانہ سے ۔ منشی سربلند خان صاحب مظفر گڈھ سے ۔ سید محمد اشرف صاحب و سید دلاور شاہ صاحب لاہور سے ۔ چودھری کرم الٰہی صاحب و مولوی عبد العزیز علاقہ شیخوپورہ سے تشریف لائے ؛

گیسٹ ہوس کی تجویز

قادیان میں دن بدن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی یأتون من کل فج عمیق کے ماتحت تمام اطراف دنیا سے لوگوں کی آمد کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے ۔ اس آمد کی جہاں اللہ تعالیٰ نے مذکورۃ الصدر پیشگوئی کے ذریعہ اطلاع دی ۔ وہاں آنے والوں کے ٹھہرانے کے انتظام کے لئے فرمایا ۔ وسّع مکانک یعنی موجودہ عمارات کافی نہیں عمارتوں کے بڑھانے کا سلسلہ بھی دن بدن جاری رکھا جائے چنانچہ اسوقت میں ایشیا کے ممالک کا ذکر چھوڑتا ہوا صرف یورپ و امریکہ کا ذکر کرتا ہوں ۔ احباب کو معلوم ہے کہ یورپ و امریکہ کے لوگ مرد و عورت اب قادیان دار الامان میں پہلے کی نسبت زیادہ آنے لگے ہیں ۔ ان آنے والوں میں بڑے بڑے مستشرق بھی ہیں ۔ یعنی وہ لوگ کہ مشرقی ممالک کے علوم مذہبی یا ادبی یا تاریخی کی واقفیت میں وہ اپنی قوم میں مسلّم ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی آمد پر ان کے مناسب حال کوئی ٹھہرانے کی جگہ ہمارے پاس نہیں ۔ جس کی وجہ سے ان کو تکلیف اور ہم کو تشویش و ندامت ہوتی ہے ۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے اس دفعہ مجلس مشاورت میں بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی ۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کا صیغہ جائداد زمین دے ۔ اور ذی ثروت احباب کم سے کم ایک ایک ہزار روپیہ کا ایک یا زیادہ حصہ دیں ۔ اور مشترکہ فنڈ سے ایک گیسٹ ہوس دس بارہ ہزار روپیہ کی لاگت کا تیار کیا جائے ۔ جو کہ صیغہ مہمان خانہ کو کرایہ پر دیا جائے ۔ اس طرح فنڈ پر کچھ بوجھ نہ پڑیگا ۔ اور مہمانوں کی دقت بھی دور ہو جاویگی ۔ اس گیسٹ ہوس پر جو رقم خرچ ہوگی ۔ جب انجمن وہ رقم حصہ داروں کو واپس دیدیگی ۔ تو گیسٹ ہوس انجمن کا ہو جائیگا ۔ اور کرایہ دینا موقوف کر دیا جاویگا ۔ اس تجویز کے متعلق میں دو باتیں احباب کے گوش گذار کرتا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ جو دوست اس کار خیر اور مفید کام میں حصہ لینا چاہیں ۔ خاکسار کو اطلاع دیں ۔ دوسرا یہ کہ ہمارے سلسلہ میں جو لوگ فن تعمیر سے واقفیت رکھتے ہیں ۔ وہ تحقیق کر کے ایک عمدہ سا نقشہ گیسٹ ہوس

کا تیار کر کے خاکسار کو ارسال فرما دیں۔ اس نقشہ کی بنیادی باتیں درج ذیل ہیں :-

(۱) زمین کم سے کم ایک گھماؤں ہوگی۔ جو دوست زیادہ ضروری سمجھتے ہوں۔ وہ زیادہ ظاہر کر کے نقشہ بھیجیں۔

(۲) گیسٹ ہوس پختہ ہوگا ؛

(۳) علاوہ گیسٹ ہوس کے گھوڑا گاڑی کی جگہ اور شاگرد پیشہ کے مکانات کل مع باورچی خانہ دکھانا ہونگے۔

(۴) کنوآں اور باغیچہ اور ترکاریوں کی کاشت کا چھوٹا سا قطعہ بھی ہوگا ؛

(۵) گیسٹ ہوس ایسی طرز کا ہو۔ کہ ایک وقت کئی مہمان اس میں ٹھہر سکیں۔ مثلاً چار شخص۔

(۶) کفایت خرچ کے لئے اگر مناسب تجاویز بھی احباب لکھیں۔ مثلاً یہ کہ گرڈرز وہاں سے منگوائے جاویں۔ لکڑی فلاں جگہ سے اچھی ملے گی۔ یا اور کوئی کفایت خرچ کے متعلق بات ہو۔ تو ضرور درج فرمادیں۔ نقشہ کے ہمراہ اسٹیمیٹ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ لیبر اور اینٹوں کا خرچ مقامی واقفیت پر مبنی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دونوں امور کے متعلق جلد سے جلد احباب اطلاع دینگے۔ سید محمد اسحٰق۔ افسر لنگر خانہ قادیان

سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور اخبار الفضل

اُمید ہے۔ ناظرین الفضل یہ معلوم کر کے خوش ہونگے کہ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ بنت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے حال میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی زوجیت کا شرف بخشا ہے۔ "الفضل" کے ساتھ خاص طور پر دلچسپی رکھتی ہیں۔ جسے انہوں نے کئی سال سے اپنے نام جاری کرایا ہوا تھا۔ اور جس کا باقاعدہ مطالعہ فرماتی تھیں۔ اب جبکہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک اور مقدس دار میں داخل اور اس پاک انسان کے دامن سے وابستہ ہو گئی ہیں۔ جس کے سپرد خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا کام کیا ہے۔ "الفضل" دیرینہ کرمفرمائی کا حوالہ دیتا ہوا ملتمس ہے۔ کہ آیندہ آپ اس پر خاص شفقت فرماتی رہیں۔ اور اسے اپنی دور افتادہ احمدی بہنوں کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنے کا شرف بخشیں۔ یعنی وقتاً فوقتاً الفضل میں انکی تربیت کے متعلق ہدایات اور مضامین شائع کراتی رہیں۔ امید ہے ہماری اس

ایک احمدی خاتون کی تبلیغی کوشش

سیّدہ اُمۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی یاد

سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی یاد خدا تعالیٰ انہیں مدارج عالیہ عطا فرمائے۔ ہر اس موقعہ پر تازہ ہو جاتی ہے جب خواتین سلسلہ کی تعلیم و تربیت کا سوال نظر کے سامنے آتا ہے۔ اور مستورات میں تبلیغ احمدیت کی قابلیت اور اہلیت پائے جانے کا احساس ہوتا ہے۔ حال میں ایک احمدی خاتون اہلیہ صاحبہ محمد حسین صاحب بٹ قادیان سے افریقہ کے لئے روانہ ہوئیں۔ اور دوران سفر میں انہیں تبلیغ احمدیت کا موقع میسر آیا۔ تو جہاں انہوں نے نہایت خوبی اور عمدگی سے طبقہ اناث میں اپنے تبلیغی فرض کو ادا کرنے کی قابل تعریف کوشش کی۔ وہاں سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے متعلق بھی شکر گذاری کے نہایت اعلیٰ جذبات کا اظہار کیا۔ جن کی تربیت سے صرف چند دن مستفیض ہو کر تبلیغ احمدیت کی قابلیت حاصل کرنے کا انہیں موقعہ میسر آیا تھا۔

چنانچہ خاتون موصوف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتی ہیں :-

"جس جہاز میں ہم سفر کر رہے تھے۔ اتفاق سے اس میں سات کیس چیچک کے ہو گئے۔ اس وجہ سے ممباسہ بندرگاہ پر محکمہ حفظان صحت کے افسر اعلیٰ نے سب مسافروں کو ۱۴ دن کا کوارنٹین کر دیا۔ ان ایام میں لوگ مختلف طریقوں سے اس افسر کو کوستے رہے۔ حالانکہ اس کا کوئی قصور نہ تھا۔ ہم نے یہ ۱۴ دن زنجبار کے قریب ایک جزیرہ میں گذارے۔ اس جزیرہ میں مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کرنے کا خوب موقعہ ملا۔ صبح سے لیکر دو بجے تک روز عورتوں میں تبلیغ کرتی رہی۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پورا ہوتا میں نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" میری رشتہ دار عورت اور ان کے ہم سفر مرد پر بہت ہی عمدہ اثر ہوا۔ اور خصوصیت سے تمام عورتوں نے جماعت احمدیہ کے افراد کے تبلیغی جوش کا اقرار کیا۔ میں خیال کرتی ہوں۔ کہ اس کا تمام ثواب حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کو ملیگا۔ جنھوں نے کمال شوق سے طبقہ اناث میں تعلیم احمدیت کو حضور کی ہدایات کے مطابق رواج دیا۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے اس ثواب میں روز بروز اضافہ فرماتا رہے آمین۔"

ہم جہاں اہلیہ صاحبہ محمد حسین صاحب بٹ کی اس ہمت اور کوشش کی داد دیتے ہیں۔ وہاں ان خواتین سلسلہ کو جنہوں نے سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے فیض صحبت سے کچھ نہ کچھ حصہ پایا۔ توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ بھی تبلیغ احمدیت میں حصہ لیکر اپنی اس محسنہ کو ثواب پہنچانے کی کوشش کریں۔ کہ ان کے پاس مرحومہ کی روح کو خوش کرنے کا سوائے اسکے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری بہنوں کو تبلیغ احمدیت کی توفیق بخشے۔ تا مردوں کی تبلیغی کوششوں کے ساتھ ان کی کوششیں بلکہ وہ انقلاب پیدا کر سکیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں پیدا کرنے کے لئے آئے تھے ؛

نظم

والئے کابل سے خطاب

امیر وادیٔ کابل تری سفاکیاں کب تک
خدا کے مُرسل و مامور سے گستاخیاں کب تک

مٹا سکتا نہیں جور و ستم سے احمدیّت تو،
ڈرا سکتی ہیں شیروں کو یہ گیدڑ بھبکیاں کب تک

یہ وہ پودا ہے جس کو خود خدا کے ہاتھ نے بویا
کٹینگی تیرے ہاتھوں سے مقدس ڈالیاں کب تک

رہے آبا ترے ناکام اس کوشش میں آخر تک،
بھلا دیکھیں تو رہتی ہیں تیری یہ شوخیاں کب تک

تکبر چھوڑ دے ظالم۔ ستم سے باز آ بزدل
غریبوں بیکسوں کا خون یہ نامردیاں کب تک

امان تھا نام تیرا پر بنا تو ظلم کا بانی
"چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

خاکسار رحمت اللہ خان شاکر از نوشہرہ چھاؤنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۱ مئی ۱۹۲۵ء

کانفرنس مذاہب لنڈن کے تاثرات

مسٹر ڈبلیو لافٹس ہئیر کے قلم سے

(نمبر ۱)

ہمارے لنڈن کے انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے پرچہ ابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء میں مسٹر ڈبلیو لافٹس ہیر کے قلم سے کانفرنس مذاہب لنڈن کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ان تاثرات کو بیان کیا ہے۔ جو کانفرنس کے حالات اور واقعات نے ان پر کئے۔ اور ان میں سب سے نمایاں اور پرجوش ذکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کا ہے۔ مسٹر مذکور نہایت اعلیٰ درجہ کے ادیب اور مشہور آدمی ہونے کے علاوہ کانفرنس مذاہب کے ایک سکرٹری بھی تھے۔ اسلئے جو کچھ انہوں نے لکھا وہ نہایت ہی قابل قدر اور لائق داد ہے۔

افسوس کہ یہ مضمون جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ انگریزی میں لکھا گیا ہے۔ اُسے ترجمہ میں قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ تاہم امید ہے۔ ہماری جماعت کا اُردو دان طبقہ اسے دلچسپی سے پڑھے گا۔ (ایڈیٹر)

اوائل اکتوبر ۱۹۲۴ء میں اختتام کانفرنس کے معاً بعد میں اپنے بعض معاملات کی تکمیل میں منہمک ہو گیا۔ اسی دوران میں زیادہ دشوار کام اس رپورٹ کے لئے مصالحہ جمع کرنا اور اسے مرتب کرنا تھا جسے شائع کرنے کی منتظمہ کمیٹی کو خواہش تھی۔ خوش قسمتی سے ایک بہت مشہور دار الطباعت (یعنی میسرز ڈک ورتھ) نے اسکی اشاعت کا ذمہ لیا ہے۔ جس کے متعلق امید کی جا سکتی ہے۔ کہ عنقریب ایک عمدہ کتاب کی شکل میں شائع ہو کر معرض وجود میں آ جائیگی۔ اسی شغل کی وجہ سے یہ تذکرہ و تبصرہ کچھ عرصہ معرض التوا میں پڑا رہا۔

میں حیران ہوں۔ کہ کس طرح اس مضمون کو شروع کروں۔ آیا میں آنریری سکرٹریوں میں سے ایک سکرٹری کی حیثیت سے پس پردہ کھڑا ہو کر یہ ذکر کروں۔ کہ ماہ بماہ جوں جوں اس کانفرنس کا زمانہ انعقاد قریب آتا جاتا تھا۔ وہ کیسی ظاہری شکل و صورت اختیار کرتی گئی۔ یا میں اپنے ان ذاتی معلومات سے جو مجھے کانفرنس کے ایک افسر ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوئیں۔ مبرا ہو کر ۲۲ ستمبر کو امپیریل انسٹیٹیوٹ میں اسکے دروازہ سے پہلی مرتبہ داخل ہو کر اس کیفیت اور اثر کا ذکر کروں۔ جو مجھ پر ہوا۔ شاید کوئی بھی طریق یہاں اس موقع پر موزوں نہیں۔ اس لئے اب میں اپنا مقصد یہ قرار دیتا ہوں۔ کہ اس تاریخی یادگار واقعہ کے کچھ اثرات اپنے ان قارئین کے لئے قلمبند کروں۔ جو وہاں موجود نہ تھے۔ جو ممکن ہے۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک جنہوں نے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ ناقص اور نامکمل ہوں۔

نظام کانفرنس

میرا خیال ہے کہ قارئین اسبات کے جاننے کی خواہش کرتے ہونگے۔ کہ وہ کونسا طریق اختیار کیا گیا۔ جس سے کانفرنس کو اسقدر کامیابی نصیب ہوئی۔ میں اس موضوع کے متعلق جو عند الوقوع ہم میں سے بہتوں کی دلچسپی کا موجب ہوا۔ ایک بات کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم نے کسی "بہت بڑی کامیابی" کی کوئی تدبیر نہیں کی تھی۔ ہم شہرت پسند نہ تھے۔ اور ہمارا رویہ اپنے مقاصد کے متعلق معتدلانہ تھا۔ اور ہم نے اس کا پہلے ہی اہتمام کر لیا تھا۔ کہ کسی ایسے کام کو ہاتھ نہ لگائیں۔ جس میں ناکامی ہماری ذلت کا موجب ہو۔ یہ طریق ہم نے صرف اس لئے اختیار کیا۔ تا ہمارا یہ کام خیر و خوبی سے انجام پذیر ہو۔ اور کوئی غیر محدود اور غیر معین عقلی۔ اخلاقی اور سیاسی عام فائدہ حاصل ہو سکے ہمارا فرض ان اہل برطانیہ کو معلومات بہم پہنچانے کا تھا۔ جو عام طور پر عیسائی مذہب کے پیرو ہیں۔ لیکن یہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ ہمیں اس مقصد کے حصول میں اس قدر کامیابی ہوگی۔ اور نہ ہی ہم یہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم اس کے حقدار ہیں۔ کیونکہ ہم نے کوئی ایسا نقشہ نہیں کھینچا تھا۔ جو احساسات کو ابھارے۔ لیکن ہمیں بہت بڑی کامیابی ذات انسانی کی بھلائی کے کبھی نہ ختم ہونے والے منبع سے حاصل ہوئی۔ جس نے کانفرنس کے اس اجتماع کے ابتدا سے لیکر اخیر تک اور پلیٹ فارم سے لیکر چائے کے کمرہ تک۔ ہماری کمیٹی کے ہاتھوں خیالی تجویزوں کو اچک کر اس کانفرنس کو ایک اہم تاریخی معاملہ بنا دیا۔ میں اپنے مضمون کے اس حصہ (تنظیم کانفرنس) کی تمہید کے طور پر بیان کر رہا ہوں۔ جو امید ہے بہت دلچسپی کا موجب ہوگا۔ سر۔ ای۔ ڈینیسن راس نے جو علوم مشرقی کے اس سکول کے جو لنڈن یونیورسٹی کی ایک شاخ ہے۔ ڈائرکٹر ہیں۔ بکمال مہربانی اپنے حکام بالا سے اجازت حاصل کر لی۔ کہ وہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ملکر کام کریں۔ اسطرح ہماری کمیٹی مفصلہ ذیل اشخاص پر مشتمل تھی۔ چار ممبر اس سکول کے سٹاف کی طرف سے۔ تین سوسائٹی کی طرف سے اور چار مختلف مذاہب کے ماہرین۔ زائد ممبر۔ علاوہ ازیں دو آنریری سکرٹری اور ایک آنریری خزانچی تھا۔ سر ڈینیسن راس کی جو کہ قیام گاہ میں ہم جمع ہوتے تھے۔ عام اور دانشمند رہنمائی کے ماتحت ہماری کمیٹی نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو اپنا کام شروع کیا۔ کل بارہ میٹنگوں۔ سب کمیٹی اور ان گنت مشورہ کے بعد ہم نے اپنے پروگرام کو تیار اور پبلک کو پورے طور پر آمادہ پایا۔

پروگرام

پروگرام کاغذ پر لکھ لینا تو کوئی مشکل امر نہ تھا۔ لیکن سلطنت برطانیہ کے بڑے بڑے غیر عیسائی مذاہب کے اوقات کی تقسیم کا نقشہ بنانا مقصود تھا۔ پھر ہر مذہب کے نمائندوں کا مدعو کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے۔ کہ ہمارے کام کے ابتدا ہی میں یہ پیشگوئی شائع ہو گئی۔ کہ ہندوستان کی سیاسی بدامنی اور بے چینی کے باعث ہمارے لئے یہ ناممکن ہوگا کہ ہندوستان سے کوئی لیکچرار یا مضمون نویس مل سکے۔ جو کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے مضمون لکھے۔ اور پھر کینیا کالونی اور دوسری پولیٹیکل مشکلات کی بنا پر ہمیں عدم تعاون یا بائیکاٹ کا وعدہ دیا گیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ باتیں ہمارے لئے کسی حقیقی مشکل کا باعث نہ بنیں۔ برخلاف ان باتوں کے امام جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے ہماری دعوت کو منظور فرمایا۔ اور ان کی منظوری نے ہمارے انتظامات کو کامیاب بنانے میں بہت مدد دی۔

ذیل کے اقتباسات جو اصل پروگرام سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان تمام بڑے بڑے مذاہب کو جنہیں دعوت دی گئی تھی۔ ظاہر کرتے ہیں۔

ہندو مذہب

ہندوؤں کا پرانا مذہب جس کو غلطی سے براہمن ازم (برہمن مت) کہا جاتا ہے (کیونکہ براہمن اسکے محافظ و معاون بن گئے) بہت لمبے زمانہ کے دوران میں کئی شاخوں میں منقسم ہو گیا جو ایک دوسرے کی مخالف نہیں ہیں۔ پیروان ہندو مذہب کی تعداد ۲۱۷ ملین سے کچھ زیادہ ہے۔

اسلام

بلحاظ تعداد اسلام سلطنت برطانیہ میں مشرقی مذاہب میں ہندوؤں سے دوسرے نمبر پر ہے۔ یعنی ۶۷ ملین صرف ہندوستان کے اندر مسلمان پائے جاتے ہیں۔ اس مذہب کے بانی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چھٹی صدی عیسوی کے عربی نبی ہیں۔ جن کے پیروان نے اپنے مذہب کو مراکو سے چائنا تک پھیلا دیا۔ اس عرصہ میں یہ مذہب کئی حصوں میں منقسم ہو گیا۔ کچھ تو پولیٹیکل اسباب سے اور کچھ اصول کے لحاظ سے۔ جنمیں سے سنی اور شیعہ بڑی بڑی شاخیں ہیں۔ جو بہت لمبے عرصہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو گئیں۔ سلسلہ احمدیت ان اصلاحات کے لئے قائم ہوا ہے جو کہ اس کے امام نے بیان کی ہیں۔

یہ مذہب ہندوستان ... سے کچھ ... پارسی مذہب

پہلے کا اور شمالی ہند سے نکلا ہے۔ جہاں بڑے بڑے مصلح گوتم نے وہ نور حاصل کیا۔ جس کی وجہ سے وہ "بدھ" یعنی منور کے نام سے مشہور ہوا۔ کئی تاریخی حصص اور خاص سکول اس مذہب کے بڑھنے کے ساتھ قائم ہو گئے۔ جنمیں سے ہنایانا کی شاخ عام طور پر سیلون۔ برما اور سیام میں پائی جاتی ہے۔ لیکن مہایانا براہِ راست دراصل شمالی ہند سے سن عیسوی کے شروع میں پیدا ہوئی اور تبت۔ چین۔ جاپان اور کئی دیگر بڑے جزائر میں پھیل گئی۔ اور یہ ہندوستان کی حدود کے ساتھ ملی ہوئی حکومت کے بعض حصص اور جزیرہ نما ملایا میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور جاپانی لوگ مہایانا کے اعتقادات اور تاریخ سے اسقدر واقف اور ماہر ہیں۔ کہ اس شاخ کے متعلق مضمون اسی مشن کے کسی ممبر کے ذریعہ سے پڑھا جانا چاہیئے تھا۔

جین مت ہندوستان کے دیگر چھوٹے چھوٹے مذاہب میں یہ سب سے زیادہ پرانا ہے۔ جینا کے معنی "فاتح" اور یہ نام مہاویر کو جو ایک ایسے مذہب کا بانی تھا۔ جو بدھ مذہب کے بانی کے خلاف اپنے اصول رکھتا تھا دیا گیا تھا۔ اس مذہب کے پیرو مغربی ہند میں بہت پائے جاتے ہیں۔ اور اپنی سخت اخلاقی پابندیوں اور سوشل نظام کی وجہ سے مشہور ہیں ٭

پارسی مذہب پارسی ایران سے ہندوستان میں ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں۔ جہاں پر کہ انکے آباؤ اجداد زرتشتی مذہب کے پیرو تھے۔ وہ مسلمانوں کے ایران پر حملہ کرنے کے وقت ہندوستان چلے آئے۔ اور انہوں نے اپنی مذہبی کتب اور آثار کو بڑی احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا۔ پارسی لوگ زیادہ تر بمبئی پریزیڈنسی میں آباد ہیں ٭

سکھ ازم سکھ کوئی قوم نہیں۔ بلکہ ایک مذہبی جماعت ہے جسکی بنیاد سنہ ۱۵۰۰ء میں بابا نانک رح کے ذریعہ پنجاب میں اس غرض سے رکھی گئی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کیا جائے۔ ان کا بڑا معبد سنہری مندر (دربار صاحب) ہے جو امرتسر میں واقع ہے۔ ان کی اپنی مذہبی کتابیں بھی ہیں۔ اور اپنا نظام بھی قائم ہے ٭

صوفی ازم صوفی قریباً تمام اسلامی دنیا کے اندر قریباً ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ وہ ایک مذہبی خدارسیدہ فرقہ ہے۔ جو اپنی سادہ زندگی فلسفیانہ اصول اور خوبصورت نظم کے لئے مشہور ہے۔ ہندوستان کے اندر وہ تمام مذاہب کے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے پانے کی متحدہ بنیادوں کے قیام کے لئے متفق و متحد کرنے کا کام سرانجام دیتے یا اسکی کوشش کرتے ہیں ٭

برہمو سماج اور آریہ سماج یہ دو ایسی تحریکیں ہیں۔ جو گذشتہ صدی کے دوران میں جاری ہوئیں۔ ان میں سے پہلی مذہبی آزاد خیالی اور ہندو مسلمان اور عیسائیوں کو متحد کرنے کے مقاصد پر مبنی ہے۔ اور آزاد عیسائیت جیسی کہ انگلینڈ میں پائی جاتی ہے۔ کے ساتھ کچھ کچھ ملتی جلتی ہے۔ اور دوسری پرانے ہندو مذہب کے پرانے خیالات کو دوبارہ زندہ کرنے کا مقصد رکھتی ہے ٭

بہائی ازم یہ بھی ایک اور زمانہ حال کی کوشش ہے۔ جو اتحاد کے اصول پر مبنی ہے۔ اور بہاء اللہ کے ذریعہ ایران میں گذشتہ صدی میں قائم ہوئی ہے۔ اسکی خصوصیت خاص طور پر یہ ہے۔ کہ یہ مغربی ممالک میں پائی جاتی ہے ٭

کاش یہ صحیح ہوتا!

بھائی پرمانند جی ایم اے نے جو ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اُکسانے اور اشتعال دلانے میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں۔ حضور نظام دکن کے متعلق اخبار کرم ویر لاہور میں لکھا ہے:۔

"مجھے ایک چٹھی میں بتایا گیا ہے۔ کہ نظام حیدر آباد جیسا بڑا رئیس جس کی بہت سی رعایا ہندو ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی اسکیم پر چھ لاکھ روپیہ سالانہ ہندوؤں کے مسلمان بنانے میں خرچ کرتا ہے"

مسلمان اخبارات پورے زور کے ساتھ اسکی تردید کر رہے اور بھائی پرمانند جی کو چیلنج دے رہے ہیں کہ "وہ ثابت کریں کہ ہز اگزالٹیڈ ہائنس حضور نظام یا انکی گورنمنٹ کی طرف سے چھ لاکھ تو درکنار ایک لاکھ روپیہ سالانہ بھی ہندوؤں کے مسلمان بنانے میں خرچ کیا جاتا ہے"

اس صورت میں کوئی وجہ نہیں۔ کہ بھائی پرمانند جی نے حضور نظام پر جو "الزام" لگایا ہے۔ اُسے درست سمجھا جائے لیکن کاش! یہ "الزام" جسے اسلام نے ہر ایک مسلمان کا خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ بادشاہ ہو یا رئیس۔ اوّلین فرض قرار دیا ہے۔ صحیح ہوتا۔ اور حضور نظام اشاعت اسلام کے پاک اور مقدس کام کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ اگر راجہ اندور جیسا "چھوٹا رئیس" حال ہی میں اسّی ہزار روپیہ یک مشت شدھی کے کار پردازوں کو گھر بلا کر دے سکتا ہے تو فرمانروائے حیدر آباد جیسا "بڑا رئیس" کیوں اشاعت اسلام کے لئے کچھ نہیں دے سکتا۔ اور ہندوؤں کو اسپر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے ٭

کابل کا جُرم

کابل کے اخبار "امان افغان" کے اس مضمون کو جس کے متعلق ہم ایک گذشتہ پرچہ میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ کافی نہ سمجھتے ہوئے اخبار "زمیندار" نے اپنی طرف سے لکھا تھا:۔

"ہمیں اُمید ہے۔ کہ آیندہ قادیانی عقل سے کام لینگے اور افغانستان میں اپنے مبلغین بھیجنے کی حرکت مذبوحی سے باز رہینگے۔ ورنہ افغانستان کے سب سے بڑے اخبار نے یہ اعلان تو کر ہی دیا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے اس فعل سے دست بردار نہ ہونگے۔ تو ان کے ساتھ قانون شریعت کے مطابق جو دینی و سیاسی حقوق کا محافظ ہے معاملہ کیا جائیگا۔ اور ان کے پیروؤں کا خون خود انہیں کی گردن پر ہوگا"

اس سے کم از کم اتنا تو ظاہر ہے۔ کہ اسوقت تک احمدیوں کا جس قدر خون کابل میں گرایا گیا ہے۔ وہ "زمیندار" اور کابل کے سب سے بڑے اخبار کے نزدیک اہل کابل کی گردنوں پر ہے لیکن آیندہ کے لئے وہ اس کا ذمہ وار خود احمدیوں کو قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنا قصور دوسرے کے ذمہ لگا کر بری ہو سکتا ہے۔ تو احمدیوں کو قتل کر کے کابل کے خونخوار اور خون آشام لوگ بھی بری ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ نہیں تو تمام دنیا اور خدا تعالےٰ کے حضور کابل ہی مجرم ہے۔ اور وہی مجرم رہے گا۔ "زمیندار" کو خود عقل سے کام لیکر اہل کابل کو عقل سے کام لینے کی تلقین کرنی چاہیئے ٭

انتظار کرو!

زمیندار کی مندرجہ بالا سطور کے متعلق روزانہ آریہ اخبار "ملاپ" (۸ر مئی) لکھتا ہے:۔

"افغانستان میں قادیانیوں کی سنگساری نے مہذب دُنیا میں بےچینی اور سنسنی پھیلا دی تھی۔ لیکن اب زمیندار کی مندرجہ ذیل سطور (جو اوپر نقل کر دی گئی ہیں) اور اسکے ساتھ امان افغان کا اعلان مہذب دُنیا کی آنکھیں کھولدیگا کہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی کیسی کیسی حکومتیں دنیا پر موجود ہیں"

جن لوگوں کو یہ خیال ہو کہ چونکہ کوئی دُنیاوی طاقت حکومت کابل کو اس قسم کے مظالم سے نہیں روک سکتی۔ اسلیئے وہ باز نہیں آئیگی انہیں اگر ساری دُنیا کی لعنت و ملامت کی کوئی پروا نہیں۔ تو اسوقت کی انتظار کرنا چاہیئے۔ جب احکم الحاکمین خدا تعالےٰ کی غیرت اپنے بندوں کی امداد کے لئے جوش میں آئے۔ اعْمَلُوا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۙ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ٭

چودھویں صدی کے مولوی

مسجد کی امامت سے معزولی کے اس "حادثہ جانکاہ" اور "فتنہ ہوشربا" کی طرف جس کا ذکر گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اخبار "زمیندار" بایں الفاظ مسلمانوں کو متوجہ کرتا ہے :-

"مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ کسی نہ کسی طرح اس فتنہ دیداریہ کا سد باب کریں۔ ورنہ لاہور میں اسلام کی ذلت روز افزوں ہوتی چلی جائے گی"

بلاشبہ ایک ایسے شخص کا جس نے محض پیٹ پالنے کے لئے ایک مسجد کی امامت اختیار کی ہو۔ اس منصب سے معزول کیا جانا کوئی معمولی حادثہ نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے ایک بڑے عالم کے مقررہ کردہ "معیار اسلام" پر وہ شخص پورا نہیں اترا بلکہ اس کے رو سے "پکا کافر" ثابت ہو چکا ہے۔ تو پھر "زمیندار" یا کسی اور کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ اس فیصلہ کے خلاف آواز اٹھائے۔ اور ایک "عالم دین" کے "شرعی فیصلہ" کو قبول نہ کرے۔

"زمیندار" کو یاد ہونا چاہیئے۔ وہ کابل میں احمدیوں کی سنگساری محض اس لئے جائز قرار دے چکا ہے۔ کہ :-

"اعلیحضرت (امیر کابل) نے حاملین شریعت نبوی یعنی علماء کرام کے فتوی کا اجراء و نفاذ کرایا ہے"

(زمیندار ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

پس جب چودھویں صدی کے "حاملین شریعت نبوی یعنی علماء کرام" کا فتوی بے گناہ اور اسلام کے سچے پیرو احمدیوں کو سنگسار کرانے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ تو انہی "علماء کرام" میں سے ایک کا فتوی مسجد کی امامت سے معزول کرنے کے لئے کیوں کافی نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے اجرا اور نفاذ کو روکنے کی کوشش کرنا کیونکر جائز ہے۔

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ اگر تمام "علماء دیوبند" کو کافر قرار دینا اور جو انہیں کافر نہ سمجھے اسے بھی کافر سمجھنا ایک ایسا "فتنہ" ہے جس سے "اسلام کی ذلت روز افزوں ہوتی چلی جائیگی" تو بتایا جائے۔ خود "زمیندار" اور دیوبندیوں کا احمدیوں کو مرتد کہکر واجب القتل قرار دینا۔ اور کابل میں ان کی سنگساری کو "شریعت غراء کا نفاذ" ٹھہرانا کیوں "اسلام کی ذلت" کا باعث نہیں ہے۔ اور کیوں اس ذلت میں روز بروز اضافہ کیا جا رہا ہے۔ کیا اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ کابل کے احمدیوں تک "ظالم اور جفا کار مولویوں" کا دست ستم دراز ہو سکتا ہے۔ لیکن دیوبندی اس حکومت کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے جسے وہ "طاغوتی حکومت" کہتے اور جس کی اطاعت کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ مولوی دیدار علی صاحب اور ان کے ہم خیال بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں "علماء کرام" کے دست تصرف سے باہر ہیں۔

دیوبندی "علما" اور ان کے ہم عقیدہ "جہلا" اگر کسی ایسے خطہ ملک میں ہوتے۔ جہاں مولوی دیدار علی صاحب با لقابہ اپنے فتوی کا اجراء اور نفاذ کرا سکتے۔ تو پھر ان کے کسی کو مرتد کہکر سنگسار کرنے کے جواز کا فتوی دینے کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اس وقت ہم دیکھتے۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب قتل مرتد کی حمایت میں کس قدر مضمون شائع کرتے۔ اور کتنی آیات اور احادیث سے اس کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ اور "دیوبندی علماء" اس بارے میں کتنے دلائل اور براہین پیش کرتے ہیں۔

کاش یہ لوگ اپنے کفر پر در فتووں اور گمراہ کن اجتہادوں کا نشانہ دوسروں کو بناتے وقت اس قدر حواس باختہ نہ ہو جایا کریں۔ کہ اپنی حقیقت کو بھی بھول جائیں۔ دیوبندی علماء کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ علماء کابل ان کی طرح کے غیر مقلد نہیں۔ بلکہ حنفیت کے لحاظ سے مولوی دیدار علی صاحب کے ہم عقیدہ ہیں۔ اسلئے اگر کبھی ایسا وقت آیا۔ کہ کوئی دیوبندی کابل کے حدود میں پایا گیا۔ تو عجب نہیں۔ مولوی دیدار علی صاحب وغیرہ کے صدقے دیوبندیوں کے فتوے کا نفاذ خود انہی پر ہو۔

کیا علماء دیوبند براہ مہربانی یہ اعلان کر دیں گے۔ کہ جو لوگ انہیں مرتد اور کافر سمجھتے ہیں۔ انہیں شریعت اسلامیہ کے رو سے اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ تمام دیوبندی علماء کو معہ ان لوگوں کے جو انہیں مرتد اور کافر نہیں سمجھتے۔ سنگسار کر دیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ ان کے نزدیک مرتد کی سزا اسلام نے سنگساری رکھی ہے۔ اس لئے جب خود مرتد قرار دیئے جائیں۔ تو انہیں اپنی تسلیم کردہ سزا کو بھی بخوشی برداشت کرنا چاہیئے تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ اس فتوی پر ان کا کیسا پختہ ایمان ہے۔

اگر دیوبندی اور حنفی ایک دوسرے کے متعلق اپنے اس متفقہ فتوی کو عمل میں لانے کی کوشش فرمائیں۔ تو اسلام بہت جلدی ایسے بدنام کنندگان کی ضرر رسانیوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

مکتوب امام علیہ السلام

(مرسلہ مولوی عبد القدیر صاحب۔ بی۔ اے۔ افسر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح)

مبایعین اور غیر مبایعین میں فرق

ہم میں اور غیر مبایعین میں فرق یہ ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہم لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے احکام کے مطابق ایک خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ جو اپنے متبوع کے دائرہ عمل میں اس کے احکامات اور مقاصد کو پورا کرے۔ سورہ نور میں اللہ تعالے ایسے وجود کا ہونا ضروری اور اپنے انعامات اور برکات میں سے قرار دیتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اس نعمت کو اپنے ہاتھ سے ضائع کرتے ہیں۔ انکے متعلق فرمایا۔ فمن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون

اصل اختلاف تو یہی ہے۔ باقی جب اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ تنافر کی وجہ سے ہر ایک چیز میں اختلاف ہونے لگ جاتا ہے۔ اس اختلاف کے نتیجہ میں بعض عقائد میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً وہ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہیں تھے۔ اور ان کا فیصلہ ہر حالت میں ہمارے لئے حجت نہیں۔ بلکہ وہی فیصلہ قابل حجت ہے۔ جو کہ وحی سے ہو۔ اور پھر وحی بھی وہی قابل حجت ہے۔ جو زید یا بکر کے خیال کے مطابق۔ مطابق قرآن و حدیث ہو جائے۔

کفر و اسلام

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا۔ غیر احمدی تو الگ رہے۔ میرے نزدیک تو دہریہ میں بھی کچھ نہ کچھ جزو اسلام کا باقی ہے۔ اسلام تو فرمانبرداری ہے۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو کسی رنگ میں بھی خدا کی فرمانبرداری نہ کرتا ہو۔ دہریہ بھی بہت سے احکام اخلاق کی اطاعت کرتا ہے۔ پھر جس قدر بھی مذاہب کے ماننے والے ہیں۔ سارے کے سارے بہت سے احکام میں اسلام اختیار کرتے ہیں۔ پس اگر ان لوگوں میں بھی ایک رنگ اسلام کا پایا جاتا ہے۔ جو نام سے بھی مسلمان نہیں کہلاتے۔ تو میں بھلا کس عقل سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ غیر احمدیوں میں کسی قسم کا بھی اسلام باقی نہیں۔ اگر قطعی کافر سے آپ کی مراد یہی ہے۔ اور اسلام کے کسی جزو کے باقی نہ رہنے سے وہی سمجھتے ہیں۔ جس کی میں اوپر تردید کر آیا ہوں۔ تو میں یقیناً غیر احمدیوں کو قطعی کافر نہیں کہتا۔ اور نہ یہ کہتا ہوں۔ کہ ان کے اندر کوئی جزو اسلام باقی نہیں۔ لیکن اگر قطعی کافر سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ آیا ان میں اس حد تک کفر کے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ مطابق احکام قرآن ان کے لئے کافر کا لفظ استعمال کیا جا سکے۔ تو میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر وہ وجوہ پائی جاتی ہیں جس وجہ کی موجودگی میں قرآن کریم ایک شخص کو کافر قرار

دیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں خواہ کتنے بھی بزد اسلام کے پاس ہو جائیں۔ شرعاً وہ کافر کہلائیں گے۔

مسیح موعود کے بعد خلافت

خلافت کے جھگڑے کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس کا مطلب وہی ہے جو جانشینوں کا ہوا کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جس کے سپرد کوئی کام ہوتا ہے۔ وہ اس شخص کا جانشین ہوتا ہے۔ جانشین اور قائم مقام کے ایک ہی معنے ہیں۔ جانشین کے معنے ہیں کسی کی جگہ بیٹھنے والا اور قائم مقام سے مراد کسی کی جگہ پر کھڑا ہونے والا۔ آگے پھر مختلف حیثیتیں اور عہدے ان کے ہیں۔ ایک چپڑاسی بھی گورنمنٹ کا قائم مقام ہے۔ اور ایک تحصیلدار بھی قائم مقام ہے۔ سپاہی جس وقت کسی سرکاری کام کے لئے کسی دروازہ پر دستک دے کر یہ کہتا ہے۔ کہ بنام سرکار دروازہ کھول دو تو اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ اس کے اوپر کوئی اور افسر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ثابت ہے۔ کہ آپ کے بعد اس رنگ میں خلافت کا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم کیا گیا۔ اور یہ کہ آپ کے خلفاء واجب الاطاعت ہونگے۔ اور سلسلہ کے حقیقی نمائندے وہی ہونگے۔ جس امر کے متعلق کسی غیر جماعت نے احمدی جماعت سے بحیثیت جماعت فیصلہ کرنا ہے۔ تو ایسے امور کو وہ انہیں خلفاء سے طے کریگی۔ نہ کہ کسی انجمن سے یا اور دوسرے افراد سے۔ پس جو بھی انجمنیں یا افراد سلسلے کے ہوں۔ جن کے سپرد کوئی کام ہو۔ اور وہ کسی دائرہ عمل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین ہوں تو وہ سب اپنی اپنی جگہ پر ان کے جانشین کہلائیں گے۔ مگر سب خلیفہ کے ماتحت ہوں گے۔ اور اس کی رائے اور منشاء کے ماتحت کام کریں گے۔ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی آپ کی جانشین تھی۔ اگر آپ کی زندگی میں وہ آپ کی اطاعت سے باہر نہیں ہوئی۔ تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کی اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتی۔

رسول کریم کے بعد نبوت

تیسرے سوال کے متعلق فرمایا۔ کہ میرا موجودہ وقت بھی اور جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ اس وقت سے اب تک اور کوئی وقت یاد نہیں۔ جب اس کے خلاف میرا ایمان ہوا ہو۔ یہ عقیدہ اور ایمان ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی تابع نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور ہمیشہ کھلا رہے گا۔ میں ایسے شخص کو جو کسی وقت اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار ہو جائے کہ نبوت کا دروازہ کسی وقت بھی بند ہو سکتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ غلطی خوردہ قرار دیتا ہوں۔ بلکہ اس غیر تشریعی تابع نبوت کے دروازے کے بند کرنے والے کو نیم مجنون خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے تحفۃً بالطبع ہو کر ایک دفعہ نہیں۔ دو دفعہ نہیں۔ متواتر اس مسئلہ پر غور کیا ہے۔ اور میری فطرت دروازہ نبوت کے ہر اثر بند ہونے کے خلاف اسی طرح بے اختیار چلا اٹھا کرتی ہے۔ جس طرح غیر فطری امور کے خلاف انسانی فطرت چلاتی ہے۔ میں اس مسئلہ میں کسی نص شریعت کا بھی اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا۔ یہ اور بات ہے۔ کہ ایسے حوالے موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہے۔ کہ دروازہ نبوت کھلا ہے۔ لیکن اگر ایسے حوالے موجود نہ بھی ہوتے۔ تو بھی میں یہی خیال کرتا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی پاک فطرت پر اسبات کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ خود اس مسئلہ کو سمجھ لے۔ کیونکہ اس سے یہ امید نہیں کی جاتی۔ کہ وہ اس کے خلاف کچھ خیال کرے۔ اگر دنیا میں روحانی بیماریاں موجود ہیں۔ اگر امت محمدیہ یہودیوں کے قدم بقدم چل سکتی ہے۔ اور عیسائیوں کی اتباع کر سکتی ہے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جس کے دماغ میں ذرہ بھی عقل ہو۔ اور تعصب نے اسے بالکل اندھا نہ کر دیا ہو کہ وہ یہ خیال کرے۔ اللہ تعالیٰ نے غیر تشریعی تابع نبوت کا دروازہ بند کر کے اس حقیقی علاج سے دنیا کو محروم کر دیا ہے۔ جس علاج کے بغیر آج تک دنیا نے کبھی عام روحانی وبا سے صحت نہیں پائی۔

خواب میں مسیح موعود کو دیکھنا

خواب کے متعلق فرمایا۔ کہ آپ کا خواب سچا ہے۔ یعنی واقع میں آپ نے دیکھا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ کہ اس کا مضمون بھی درست اور سچا ہے۔ کیونکہ یہ صریحاً عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ آپ کو یہ غلطی لگی ہے۔ کہ شیطان نبی کی صورت نہیں بن سکتا۔ اوّل تو نبی کی صورت کا سوال ہے۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ وہ صورت واقعی نبی کی صورت تھی۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا جسمانی صورت نبی کی صورت ہوتی ہے۔ تیسرا جواب جو حقیقی جواب ہے۔ یہ ہے کہ بیشک شیطان نبی کی صورت نہیں بن سکتا۔ لیکن کیا انسان کے خیالات بھی نبی کی صورت نہیں بن سکتے۔ اگر فی الواقع ہو بہو ایک نبی کی شکل میں کوئی وجود ہم پر ظاہر ہوا ہو۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ وجود شیطان نہیں تھا۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ ہمارے نفس کے خیالات بھی نہیں تھے۔ انسان اپنے خیالات کو سوتے تو الگ رہا جاگتے بھی متشکل دیکھ لیتا ہے۔ وہ شیطانی ہرگز نہیں ہوتے۔ مگر نفسانی ضرور ہوتے ہیں۔ جو کچھ آپ نے خواب دیکھا ہے۔ وہ آپ کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ مگر لطف یہ ہے۔ کہ آپ اپنے خواب کی تعبیر کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کو بھی بھول گئے ہیں۔ یہ متفقہ عقیدہ ہے۔ جس کا غیر مبایع بھی انکار نہیں کرتے۔ کہ نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مرزا صاحب کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔ پھر فرمایا میں تو خود اس نے خلیفہ ہوں۔ میرا خلیفہ کیسا۔ اور آپ تعبیر فرماتے ہیں۔ کہ میرا خواب سچا ہے۔ کیونکہ شیطان نبی کی صورت نہیں بن سکتا۔ آپ ذرا غور کریں۔ اگر مرزا صاحب نبی ہیں۔ تو آپ کی صورت شیطان نہیں اختیار کر سکتا۔ اور اگر آپ نبی ہیں۔ تو آپ کا منکر کافر ہے۔ اور آپ کے بعد خلافت ضروری ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ تو آپ کی یہ خواب غلط ہے۔ اور اگر غلط ہے۔ تو بقول آپ کے نبی کی شکل میں شیطان ظاہر ہو گیا۔ اور اگر نبی نہیں ہیں۔ تو آپ کی شکل میں شیطان آسکتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ کی خواب کو سچا قرار دیا جائے۔ کوئی پہلو بھی آپ لے لیں بات بنتی نہیں۔

نبوت مسیح موعود کے متعلق لطیفہ

اب خود آپ کے عقیدہ کے مطابق میں ایک بات آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ مانتے ہیں۔ کہ نبی کی شکل میں شیطان نہیں آسکتا۔ میں آپ کو اپنی ایک خواب بتاتا ہوں۔ اور مؤکد بقسم اس خدا کی قسم کھا کے بتاتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنت ہے۔ کہ میں نے خواب میں حضرت اقدس کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں۔ بلکہ فرمایا۔ کہ دنیا کی آفتوں سے نجات کی یہی راہ ہے۔ کہ میری نبوت پر ایمان لایا جائے۔ اور اس نبوت کے توسل سے دعا مانگی جائے۔ اب فرمایئے اس خواب کی موجودگی میں میں کیا سمجھوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے خواب میں آپ کو کہا۔ کہ محمود لڑکا ہے۔ اور غلطی پر ہے۔ میں اگر ڈیڑھ سو سال بھی عمر پاؤں۔ تو بھی حضرت صاحب کا تو لڑکا ہی رہوں گا۔ آپ کی مجھے عمر معلوم نہیں۔ لیکن اپنے والد کے آپ بھی لڑکے ہیں۔ اور رہیں گے۔ تو کیا ہماری بات کبھی بھی درست نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہم اپنے والدین کے لڑکے ہیں۔ یہ دلیل ہی بتا رہی ہے۔ کہ ایک نبی کے منہ سے تو الگ ایک معمولی انسان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتی۔ میری عمر اس وقت ۳۶ سال کی ہے۔ فرمایئے میں کب تک لڑکا رہوں گا۔ یہ دلیل وہ ہے۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب اپنی عمر کو ہزار سال فرض کر کے دیا کرتے ہیں۔ لیکن کوئی عقلمند انسان ایک منٹ کے لئے بھی اس دلیل سے متاثر نہیں ہو سکتا۔

صلح کس وقت ہو سکتی ہے

"میرے نزدیک جو شخص غیر مسلح ہو کر صلح کرتا ہے۔ وہ سوالی ہے۔ اور سوالی سے صلح کے کیا معنی" حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

چیلنج منظور ہے

۱۳ رمئی ۱۹۲۵ء کی شب کو امرتسر ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام امریکہ و انگلستان کا لیکچر ہو رہا تھا۔ اور آپ حقانیت اسلام پر وہ دلائل بیان فرما رہے تھے۔ جن سے آپ نے اسلام کو ان ممالک میں پیش کر کے باطل کو شکست دی۔ اور بتا رہے تھے۔ کہ اگر آج کوئی زندہ نبی ہے۔ تو وہ خاتم النبیین حضرت محمد صلعم ہیں۔ اور حضور سرور عالم کی قوت قدسی اور آپ کے فیضان خاص کا ذکر فرما رہے تھے۔ جس میں کوئی نبی بھی آنحضرت صلعم کا شریک نہیں۔ یعنی یہ کہ آپ کے فیضان قدسی سے آپ کی اطاعت میں نبوت غیر شرعی تک کا مرتبہ انسان کو مل سکتا ہے۔

عین اس وقت جناب محمد داؤد خلف مولوی نور احمد صاحب مولوی گنج نے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق خلل ڈالنا شروع کر دیا۔ کہ اجرائے نبوت کا ابھی ثبوت دیا جائے۔ چونکہ ان کا اس طرح ایک جلسہ کے سکون میں خلل انداز ہونا خلاف تہذیب اور خلاف قانون تھا۔ اس لئے شرفاء نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ اور اسی وقت پکارنے لگے۔ کہ میں اس کے لئے چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اس کا ثبوت مجھے ابھی دیا جائے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ یہ کوئی موزون طریقہ نہیں ہے۔ کہ ایک لیکچرار کی تقریر میں جو بحیثیت مناظرہ نہ ہو رہی ہو۔ اس طرح شور ڈالا جائے۔ اگر آپ نے چیلنج دینا ہے۔ تو باقاعدہ تحریری چیلنج دیں۔

اب چونکہ انہوں نے اخبار تنظیم مورخہ ۱۶ رمئی میں ایک تحریر شائع کی ہے۔ جس میں وہ جماعت احمدیہ کو چیلنج دیتے ہیں۔ لیکن غالباً انہوں نے اپنی کمزوری دلائل کو بھانپ لیا ہے۔ کہ جس مسئلہ یعنی اجرائے نبوت کے لئے انہوں نے شور ڈالا تھا۔ اس کو بالکل ہی نظر انداز کر گئے ہیں۔ اور ایک نیا مبحث یعنی صداقت سیدنا مرزا صاحب پیش کیا ہے۔ لیکن ہم انہیں اصل راستہ سے بھٹکنے نہیں دیتے۔ ہم ان کا چیلنج منظور کرتے ہوئے مندرجہ ذیل موزون شرائط ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جو امید ہے۔ کہ اگر ان کو احقاق حق منظور ہے۔ تو وہ ضرور قبول کریں گے۔

(۱) پہلا مبحث امت حضرت محمد صلعم میں اجرائے نبوت غیر تشریعی ہوگا۔

(۲) دوسرا مبحث صداقت سیدنا حضرت مسیح موعود ہوگا۔

(۳) مناظرہ تحریری ہوگا۔ ہر مناظر اپنا پرچہ بپابندی وقت تحریر کر کے سنا دیں گے۔

(۴) حفظ امن کے ذمہ وار آپ ہونگے۔ کیونکہ چیلنج آپ نے دیا ہے۔

(۵) شرائط مناظرہ متعلق تقسیم اوقات و تقرر و عدم تقرر معاونین برائے اخراج حوالہ جات وغیرہ فریقین کے مناظر صاحبان کو طے کرنے ہونگے۔

پس اگر آپ کو شرائط بالا جو ہر طرح فریقین کے لئے مساوی اور قرین انصاف ہیں منظور ہیں۔ تو ہمیں اطلاع دیں۔

(خاکسار چوہدری غلام محمد سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ امرتسر)

ہندوستان کی خبریں

—— شملہ ۱۲ رمئی ۔ حج کے حالات کے متعلق یہ کہنا بروقت ہوگا۔ کہ کسی اور ملک میں حاجیوں کو مکہ معظمہ بھیجنے کی تحریک جاری نہیں۔ اس لئے کہ خطرہ بہت زیادہ ہے۔ اور مکہ مکرمہ میں اجناس کی گرانی بہت زیادہ ہے۔ اور شہر میں غلہ کم ہے۔ جاوا سے جو حاجی گئے ہیں۔ وہ وہاں بے کس ہو کر پڑے ہوئے ہیں۔ اور صحائف مصر ان کی حالت زار کے متعلق دردناک بیان شائع کر رہے ہیں

—— ضلع علی گڈھ۔ بلند شہر۔ غازی پور۔ میرٹھ اور متھرا میں طاعون خطرناک طور پر پھیل چکا ہے۔ علی گڈھ میں قدرے چیچک کی بھی شکایت ہے۔ ان اضلاع میں طاعون سے اموات کی تعداد ۱۷۸۱ اور چیچک سے ۱۲۸ اور ہیضہ سے ۵۰ ہے۔

—— سرینگر۔ ۱۱ رمئی۔ کشمیر میں نہایت زور کے ساتھ ہیضہ پھیل رہا ہے۔ شہر سری نگر میں بھی اس کا اثر ہو چکا ہے۔ لہذا یورپین سیاح وادی کشمیر سے چلے گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۳ رمئی۔ لالہ لاجپت رائے صاحب نے پنجاب کے باشندوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ ۵۹ ہزار روپیہ سالانہ اس صوبہ میں کانگریس کا کام کرنے کے لئے جمع کریں۔

—— لاہور ۱۳ رمئی۔ ہڑتال بدستور جاری ہے۔ اور حالات میں کوئی نئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ ایجنٹ نے آج شام کو ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ روزانہ لاہور سے گذشتہ ۱۵ دن کے اندر ۴۶ گاڑیاں آئیں گئیں۔ اس کے قبل اوسط تعداد زیادہ سے زیادہ ۴۰ تھی۔

—— ڈاکٹر کچلو نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ آپ وکالت شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور نہ صدارت خلافت کمیٹی سے استعفا دیدیا ہے۔

—— ہندو مہاسبھا کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کے لئے پنڈت مدن موہن مالوی جی ننگے پاؤں دولتمندوں کے دروازوں پر گئے۔ اور ننگے پاؤں ہی کلکتہ میں گھومتے رہے۔ صرف کلکتہ سے اسوقت تک ۴۱ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

—— متولیان مسجد اہل قرآن کی طرف سے مولوی ظفر علی خان صاحب پر جو مقدمہ دائر ہے۔ اس کی تازہ پیشی پر جب مولوی صاحب سے ضمانت طلب کی گئی۔ تو انہوں نے عدالت سے پوچھا۔ اگر ضمانت نہ دی جائے۔ تو کیا ہوگا۔ عدالت نے کہا۔ آپ کو پولیس کی حراست میں رکھا جائے گا۔ اس پر انہوں نے فوراً ضمانت داخل کر دی۔ اب عدالت نے زیر دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری نوٹس جاری کر دیا ہے۔

—— شملہ ۱۵ رمئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ حکومت کو اخبارات کے ان بیانات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ حکومت نے جہاز ران کمپنیوں کو اجازت دیدی ہے۔ کہ وہ حاجیوں کو رابغ میں اتاریں۔ اس معاملہ میں نہ حکومت اجازت کی ذمہ وار ہے اور نہ ممانعت کی۔ حکومت کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ کہ وہ حاجیوں کے جہازات کو روانہ ہونے سے روکے بشرطیکہ وہ ان چند قواعد وضوابط کی پابندی کریں۔ جو جہاز کے مسافروں کی حفاظت اور آرام کے متعلق مقرر کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ امر ضروری تھا۔ کہ وہ اجازت نہ دیتی۔ کیونکہ اس کو یقین ہے۔ کہ امسال حج کے راستے میں غیر معمولی خطرات ہیں۔ حکومت مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ صرف یہی وجہ ہے۔ جس نے اسے حاجیوں کے نہ جانے کے لئے خاص تدابیر اختیار کرنے سے باز رکھا۔

—— بمبئی ۱۵ رمئی۔ حیدر آباد۔ ہندو سبھا کا سالانہ اجلاس پچیس مئی کو حیدر آباد میں منعقد ہوگا۔ پنڈت مدن موہن مالوی اس کے صدر قرار پائے تھے۔ لیکن ایسوسی ایٹڈ پریس کو باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور نظام نے ایک فرمان کے ذریعہ پنڈت مالویہ کے داخلہ کا امتناع کر دیا ہے۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ حاجیوں کو چاہئے کہ وہ واپسی کے ٹکٹ کے لئے کمشنر پولیس بمبئی یا محافظ حجاج کراچی کے پاس ستر روپے جمع کرا دیں۔

—— کلکتہ ۱۵ رمئی۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ اور آسام کی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے سکرٹری نے حکومت گوردوارہ بل کے متعلق ایک عرضداشت بھیجی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ جدید مسودہ قانون بن جائے۔ تو اس کو تمام ہندوستان میں نافذ کرنا چاہئے۔ ریاستوں میں بھی اس کا نفاذ ضروری ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

—— پیرس کے درزیوں کی سنڈیکیٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جن آدمیوں کی چوڑائی ۴۳ انچ سے زیادہ ہوگی۔ ان سے کپڑوں کی سلائی کے لئے آئندہ دس فی صدی زیادہ اجرت لی جایا کرے گی۔

—— لنڈن ۱۳ رمئی۔ لنڈن اور روما (صدر مقام اطالیہ) میں براہ راست ٹیلیفون کا سلسلہ کامیابی سے قائم کر دیا گیا ہے

—— ٹوکیو۔ ۱۳ رمئی۔ آج کوماجیہ کے نزدیک ۲ ہزار سے زائد مکانات نذر آتش ہو گئے۔ کوماجیہ جاپان میں ریشم کے کارخانوں کا مرکز ہے۔ اس آتشزدگی کی وجہ سے اکثر جانیں ضایع ہو گئیں۔

—— صوفیا ۱۲ رمئی۔ بولشویکوں نے گرجا گھر میں جو بم پھینکا تھا۔ اس کا مقدمہ کورٹ مارشل میں ختم ہو گیا ہے۔ ۹ آدمیوں کو سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔ ۵ ملزم روپوش ہیں۔ انکی غیر حاضری میں ان کو سزا ملی ہے۔ ایک غیر حاضر ملزم کو چھ اور دوسرے کو تین سال قید کی سزا ہوئی ہے۔

—— لنڈن ۱۱ رمئی۔ چین کے صوبہ کویچو میں ایسا سخت قحط پڑا ہوا ہے۔ کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کچھ عرصہ سے لوگ گھاس اور پتے کھا رہے تھے اور اب پیٹ پالنے کا یہ ذریعہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ حالت اس قدر خراب ہو گئی ہے۔ کہ جو لوگ کل تک اچھی حالت میں تھے۔ وہ آج باجرہ کی ایک مٹھی کے عوض بچوں کو فروخت کر دیتے ہیں۔ اور شہر کینسون کے قریب کے دیہاتیوں نے مردم خوری شروع کر دی ہے۔

—— لنڈن ۱۲ رمئی۔ اگرچہ سٹرونسنٹ نے بے انتہا کوششیں کی ہیں۔ لیکن ہندوستان کی نمائش اس مرتبہ اتنی شاندار نہیں جتنی کہ پچھلے سال تھی۔

—— لنڈن ۱۳ رمئی۔ لارڈ ملنر فوت ہو گئے ہیں۔

—— برلن ۱۱ رمئی۔ آج سہ پہر کو جس وقت مارشل ہینڈنبرگ برلن میں باضابطہ صدارت جرمنی کا چارج لینے داخل ہوئے۔ تو لوگوں نے ان کا ایسا پرتپاک خیر مقدم کیا جیسے کسی زبردست فاتح کا ہوتا ہے۔ مارشل مذکور کی ٹرین پر ہوا بازوں نے اڑ کر فضا سے پھول برسائے۔ پریذیڈنٹ صاحب بالکل سادہ لباس میں تھے۔ داخلہ کے وقت آپ کا استقبال جرمن چانسلر ڈاکٹر لیوتھر ابو البلدہ برلن اور دیگر معززین شہر نے کیا۔ وزیر اعظم کی حسین صاحبزادی نے گلدستہ پیش کیا۔ بعد ازاں پریذیڈنٹ صاحب وزیر اعظم کے محل کو تشریف لے گئے۔ جو ۲ میل کی مسافت پر تھا۔ لیکن قومی جوش دیکھئے۔ کہ گروہ در گروہ آدمی راستہ کے دونوں طرف صف بستہ کھڑے ہوئے نعرہائے مسرت لگا رہے تھے۔ جن کا جواب مارشل موصوف دیتے جاتے تھے۔ منزل مقصود پر پہونچنے کے بعد تمام مجمع خاموشی کے ساتھ منتشر ہو گیا۔ اور حکومت پسند عنصر قومی ترانے الاپتا ہوا گیا۔

—— قسطنطنیہ کا اخبار "اقدام" اپنے نامہ نگار مقیم قاہرہ کے حوالہ سے ناقل ہے۔ کہ امیر علی کے لئے بہت سا سامان جنگ جدہ پہنچ گیا ہے۔ یہ سامان جرمنی سے آیا ہے۔ اس میں چند میدانی توپیں بھی ہیں۔ اطالیہ سے بھی بہت سا سامان جنگ آیا ہے۔ جس کو فوج کے سپاہیوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ امیر علی کا ارادہ ہے۔ کہ رابغ کی طرف سے مکہ معظمہ پر چڑہائی کی جائے۔

—— لنڈن ۱۲ رمئی۔ مارشل وان ہنڈنبرگ کے انتخاب صدارت پر اتحادیوں کی طرف سے تہنیت ومبارکباد کا کوئی پیغام نہیں بھیجا گیا۔ لیکن برطانیہ نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ عہدہ صدارت پر فائز ہونے